خزانہ خدا کی چابیاں حبیبِ خدا کے ہاتھ میں

تصنیف لطیف

مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث والقرآن

حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام

ابوالنوید محمد مختار احمد اویسی

ناشر

ادارہ تالیفاتِ اویسیہ

محلہ الدین سیرانی روڈ سیرانی مسجد بہاولپور

0321-6820890
0300-6830592

خزانۂ خدا کی چابیاں
حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں

تصنیف لطیف

شمس المصنفین ،فقیہ الوقت ،فیضِ ملت ،مفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی بیدہ ملکوت کل شی ءٍ وھو علیٰ کل شی ءٍ قدیر۔

والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ الکریم الرؤف الرحیم الذی بعث الینا بشیر ونذیر وعلیٰ آلہٖ البررۃ الکرام واصحابہ الاتقیاء العظام

پیش لفظ

امابعد! نبی اکرم، شفیع معظم ﷺ ایسے ہی جملہ انبیاء علیہم السلام اللہ کے نائب اور خلیفہ ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے

لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (پارہ ۱،سورۃ البقرۃ،ایت ۳۰)

ترجمہ: فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

انبیاء علیہم السلام بالخصوص ہمارے نبی پاک ﷺ اللہ کے علی الاطلاق نائب اعظم وخلیفہ اکبر ہیں۔اسی اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (پارہ ۵،سورۃ النساء،ایت ۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

اور فرمایا

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ (پارہ ۲۶،سورۃ الفتح،ایت ۱۰)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

اور فرمایا وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (پارہ ۹،سورۃ الانفال،ایت ۱۷)

ترجمہ: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

یعنی آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور آپ ﷺ کی بیعت کو اپنی بیعت اور آپ ﷺ کے کنکریاں مارنے کو اپنی طرف منسوب فرما کر آپ ﷺ کی جانشینی اور نیابت پر مہر ثبت فرمائی۔ اس معنی پر انبیاء و اولیاء کے تصرفات و اختیارات اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافت کی حیثیت سے ہوں گے اور جو کچھ ان کی طرف سے ہوگا وہ منجانب اللہ ہوگا انہی عطائے ہائے الٰہیہ سے خزائن الٰہی کی کنجیاں بھی ہیں جن کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ اکبر و نائب اعظم ﷺ کو عطا فرمائیں۔ یہ رسالہ فقیر اسی کے اثبات میں تحریر کر کے اہل اسلام کی خدمت میں ہدیۂ وتحفۂ پیش کرتا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

۱۳ ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ

باب نمبر ۱

قرآن مجید

(۱) اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، ایت ۱۰)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ ہاتھوں سے پاک ہے لیکن آیت میں نبی پاک ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ (قبضہ قدرت) میں ہے وہ اپنے نبی پاک ﷺ کو عطا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ یعنی قبضہ قدرت کا یوں ذکر فرمایا

(۲) تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ (پارہ ۲۹، سورۃ الملک، ایت ۱)

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں سارا مُلک ہے۔

اور فرمایا

(۳) فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ (پارہ ۲۳، سورۃ یٰس، ایت ۸۰)

ترجمہ: تو پاکی ہے اسے جس کے ہاتھ ہر چیز کا قبضہ ہے۔

فائدہ

ملک عالم سفلی اور ملکوت و عالم علوی کے نام ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر شے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ مصطفیٰ ﷺ کا ہاتھ جیسا کہ پہلی آیت میں صاف بتایا۔

فائدہ

اللہ تعالیٰ ہر مثل و تمثیل سے پاک اور منزہ ہے۔ چنانچہ فرمایا

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ (پارہ ۲۵، سورۃ الشوریٰ، ایت ۱۱)

ترجمہ: اس جیسا کوئی نہیں۔

لیکن باوجود اس کے بدر میں حضور ﷺ نے کفار پر کنکریاں پھینکیں تو انہیں بھی اپنی طرف منسوب فرمایا۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی (پارہ۹، سورۃ الانفال، ایت ۱۷)

ترجمہ: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

ہمارا عقیدہ

اسی لئے ہمارا عقیدہ نبی پاک ﷺ کے لئے عطائے الٰہی کا ہے اور عطائے الٰہی کے یہودی منکر تھے۔

نبی پاک ﷺ کو عطائے الٰہی

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

(۴) قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ (پارہ۳، سورۃ ال عمران، ایت ۲۶)

ترجمہ: یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جسے چاہے سلطنت چھین لے۔

شانِ نزول

فتح مکہ کے وقت سید الانبیاء ﷺ نے اپنی اُمت کو ملک فارس و روم کی سلطنت کا وعدہ کیا تو یہود و منافقین نے اس کو بہت بعید سمجھا اور کہنے لگے کہاں محمد مصطفیٰ (ﷺ) اور کہا فارس و روم کے بڑے ملک، وہ بڑے زبردست اور نہایت محفوظ ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی آخر کار حضور ﷺ کا وہ وعدہ پورا ہو کر رہا۔ (خزائن العرفان)

فائدہ

اس شانِ نزول میں صرف ایران و روم کا ذکر ہے۔ غزوۂ خندق کے موقع پر اس سے بڑھ کر مژدہ سنایا جسے فقیر باب الحدیث میں عرض کرے گا۔

فائدہ

گویا یہ آیت نازل ہی اس لئے ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ غیروں سے ملک چھین کر اپنے حبیب اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی اُمت کو عطا فرمائے گا۔ چنانچہ فقیر نے اپنی تصنیف ''شانِ قدرت'' میں تفصیل سے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کسریٰ کو خط لکھا تو اس نے آپ ﷺ کا خط مبارک پھاڑ ڈالا اس سے قبل اس نے خواب میں دیکھا کہ اس سے خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا فرمادی ہیں اس کا منافقین نے فوراً انکار فرمادیا اور صحابہ کرام سن کر خوش ہوگئے۔ آج تک وہی وراثت

جاری ہے ہم اہل سنت ایسے مژدہ سے خوش ہیں اور مخالفین کو بدستور منافقین کی طرح انکار ہی انکار ہے۔اس سے ناظرین سوچیں کہ اللہ تعالیٰ کس جماعت پہ راضی ہے اور کس سے ناراض۔

(۵) تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا (پارہ۱۶،سورۃ مریم،ایت۶۳)

ترجمہ: یہ وہ باغ ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے عطا کریں گے جو پرہیزگار ہے۔

تفسیر

حجۃ اللہ الحق سیدنا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ہم اس جنت کا وارث محمد مصطفیٰ ﷺ کو بناتے ہیں پس ان کی مرضی جسے چاہیں دیں اور جسے چاہیں نہ دیں۔دنیا وآخرت میں وہی سلطان ہیں انہیں کے لئے دنیا ہے اور انہیں کے لئے جنت دونوں کے مالک وہی ہیں۔(اخبار الاخیار،صفحہ۲۱۶)

فائدہ

یہ قول عین حدیث ہے جسے باب الحدیث میں انشاء اللہ ذکر کیا جائے گا اور اس کے شواہد بھی دیگر احادیث مبارکہ میں موجود ہیں مثلاً حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جب حضور ﷺ سے عرض کی کہ

مرافقتك فی الجنة

جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں

تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا

او غیر ذلك

یعنی جنت مل گئی اور کچھ چاہیے

اسی لئے سیدنا عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ علی قاری رحمہم اللہ تعالیٰ نے (اشعۃ اللمعات،مرقاۃ) میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کا حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مطلقاً سل (مانگ) کے ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ جسے جو چاہیں عطا فرمانے پر مختار ہیں۔یہ لکھ کر شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے یہ شعر لکھا

اگر خیریت دنیا وعقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا وہرچہ میخواہی تمنا کن

اگر دنیا وآخرت کی تجھے کوئی آرزو ہے تو حضور سرورِ عالم ﷺ کی درگاہ میں حاضر ہو کر جو چاہے تمنا پیش کردے ہر آرزو پوری

ہوگی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو عطائے جنت

ایک دن حضور ﷺ کے دربار میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر تھے تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا

لک الجنۃ علی یا طلحہ۔

اے طلحہ کل تمہارے لئے جنت میرے ذمہ ہے۔ (رواہ الطبرانی)

فائدہ

علی وجوب پر دلالت کرتا ہے جس سے اختیارِ نبی کا عقیدہ حتمی اور یقینی ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر نبی ﷺ کوئی اختیار نہیں رکھتے (معاذ اللہ) پھر خود پر کسی دوسرے کے لئے بہشت دینے کو واجب قرار دے رہے ہیں۔ ماننا پڑے گا کہ حضور سرورِ عالم ﷺ مختارِ کل ہیں۔

عطائے چشمہ جنت

جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے یہاں کا پانی شور تھا مہاجرین کو پسند نہ آیا۔ بنی غفار کے ایک آدمی کی مِلک میں ایک شیریں چشمہ تھا جس کا نام "بیر رومہ" تھا وہ اس کنویں کی ایک مشک نیم صاع میں فروخت کیا کرتے تھے۔ حضور مالکِ جنت ﷺ نے اس شخص سے فرمایا

بعیھا بعین فی الجنۃ

یہ چشمہ میرے ہاتھ چشمہ جنت کے عوض بیچ ڈال۔

اُنہوں نے عرض کی حضور میری معاش اسی چشمہ سے وابستہ ہے۔ میرے بال بچے اسی چشمہ کی آمدنی سے پرورش پاتے ہیں مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ یہ خبر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پہنچی آپ رضی اللہ عنہ نے چشمہ کے مالک کو راضی کر لیا اور اس کو ۳۵ ہزار درہم میں خرید لیا پھر خدمتِ نبوی ﷺ میں عرض کی حضور اگر میں اس چشمہ کو خرید کر وقف کر دوں تو کیا سرکار ﷺ مجھے بھی اس کے عوض جنت کا چشمہ عطا ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے بیر رومہ خرید لیا ہے اور مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا ہے۔ (طبرانی) حاکم کے الفاظ یہ ہیں

اشتسری عثمان بن عفان من رسول اللہ ﷺ الجنۃ مرتین یوم رومہ ویوم جیش العسرۃ (رواہ الحاکم)

یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دو مرتبہ جنت کو خریدا۔ بیر رومہ کے دن اور جیشِ عسرۃ کے دن۔

فیصلہ

جنت وہی بیچ سکتا ہے جو جنت کا مالک ہو امالک کی طرف سے اس کو اس میں تصرف کی اجازت ہو۔ حضور ﷺ کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ جنت کا بیچنا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے جنت کا ذمہ لینا اس امر کو واضح کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت حضور ﷺ کی ملکیت میں دے دی ہے۔

عقیدہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ

آپ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فضل کے معترف تھے۔ آپ سے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا عثمان وہ ہیں جو ملاءِ اعلیٰ میں ذوالنورین کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح آپ ہی سے کیا۔

وضمن له بيتاً في الجنة۔ (ابونعیم)

اور حضور نے عثمان کے لئے جنت کا ذمہ بھی لیا ہے۔

(۶) اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ (پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، ایت ۱)

ترجمہ: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے اس کی منظوم تفسیر فرمائی

انا اعطینک الکوثر — ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم — رزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے — ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے

فائدہ

بعض لوگ لفظ ''الکوثر'' سے دھوکہ دیتے ہیں کہ اس سے صرف حوضِ کوثر مراد ہے۔ بخاری شریف میں ہے الکوثر سے مراد ''خیر کثیر'' مراد ہے اور حوضِ کوثر بھی اس میں داخل ہے۔

قاعدہ

علم تفسیر کا قاعدہ ہے کہ قرآن کا وہ معنی جو عام ہو اور ہر شے کو شامل ہو وہی مراد لینا بہتر ہے۔ کوثر کے معنی ''خیر کثیر'' کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری۔ یہاں اس سے کیا مراد ہے ''البحر المحیط'' میں اس کے متعلق چھبیس (۲۶) اقوال ذکر کئے گئے ہیں اور آخیر میں اس کو ترجیح دی کہ اس معنی کے تحت میں ہر قسم کی دینی و دنیوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو کہ آپ ﷺ کو یا آپ ﷺ کے طفیل میں اُمت مرحومہ کو ملنے والی تھیں۔ ان نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت حوضِ کوثر بھی ہے۔

مخالفین کا اعتراف

مولوی شبیر احمد عثمانی ترجمہ قرآن محمود الحسن دیوبندی کے حاشیہ میں تحت آیت ہذا وہی لکھا جو اُوپر مذکور ہوا ہے۔

ہمارے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ

ہمارے اکابر اہل سنت یہی فرماتے ہیں۔ چنانچہ امام اسمٰعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر ''روح البیان'' میں لکھتے ہیں

والاظهر ان جميع نعم الله داخلة فى الكوثر ظاهرة وباطنة فمن خيرات الدنيا ولآخرة و من الباطنة العلوم اللدنيه۔

زیادہ ظاہر یہ ہے کہ کوثر میں تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں داخل ہیں پس نعمت ظاہرہ سے دنیا اور آخرت سے خیر کثیر مراد ہے اور نعمت باطنہ سے علومِ لدنیہ مراد ہیں۔

سید المفسرین علامہ محمود آلوسی اس کے تحت تفسیر ''روح المعانی'' میں فرماتے ہیں کہ کوثر سے مراد خیر کثیر اور دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں ہیں۔ تمام علمائے محققین کے نزدیک آیت مبارکہ کا یہی مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خیر کثیر اور دنیا و آخرت کی تمام نعمتوں کا اختیار عطا فرما دیا ہے اور اس کی تائید بخاری شریف کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

انی اعطیت مفاتح خزائن الارض

مجھے روئے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔

باب ۲

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت اُم درداء سے مروی ہے کہ کعب احبار سے پوچھا گیا کہ تم توریت میں حضور ﷺ کی نعت کس طرح پاتے ہو فرمایا :

محمد رسول اللہ واعطی المفاتیح

محمد رسول اللہ ہیں اور آپ کو چابیاں عطا ہوئیں۔ (رواہ بیہقی وابو نعیم فی دلائل النبوۃ)

(ملخصاً خصائص کبریٰ جلد ۱، صفحہ ۱۱، در منشور جلد ۲، صفحہ ۳۲)

فائدہ

یہ حوالہ توریت شریف کا ہے اور علم الاصول کا قاعدہ ہے کہ توریت کے غیر محرف اور غیر منسوخ حوالہ جات قابلِ حجت ہیں بالخصوص جو حضور سرورِ عالم ﷺ کے صحابہ سے مروی ہوں تو بلا نکیر قابل قبول ہیں۔ حضرت کعب احبار ثقہ عالم یہود ہیں دولت اسلام سے نوازے گئے۔ ان سے ثقہ راویہ صحابیہ حضرت اُم درداء روایت فرمارہی ہیں تو قابل حجت ہے۔ حدیث طویل ہے ہم نے بقدرِ ضرورت نقل کیا ہے۔ توریت وانجیل وزبور آسمانی کتب ہیں تو یہ حوالہ بھی ارشادِ ربانی میں داخل سمجھا جائے گا مزید اس طرح کے حوالہ جات آئیں گے۔ (انشاء اللہ)

(۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم خندق کھودنے میں مصروف تھے اچانک ایک بڑا پتھر نکل آیا جس پر چھینی اور ہتھوڑا کچھ اثر نہ کرتا تھا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ایک پتھر کی چٹان نکل آئی ہے جو خندق کی کھدائی میں رکاوٹ ڈالی رہی ہے۔ آپ ﷺ تشریف لائے ہتھوڑا ہاتھ میں لے کر بسم اللہ پڑھ کر ایک ضرب لگائی تو وہ پتھر ایک تہائی ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا اور فرمایا اللہ اکبر مجھے ملک شام کی کنجیاں عطا کی گئیں، خدا کی قسم میں نے بلاشبہ شام کے سُرخ محلات کو اس ضرب میں دیکھ لیا ہے۔ اس کے بعد دوسری ضرب لگائی تو دوسری تہائی توڑ کر فرمایا اللہ اکبر مجھے فارس کی کنجیاں عطا کی گئیں، خدا کی قسم میں نے مدائن کے سفید کنگرے اس گھڑی دیکھے ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مدائن کے کنگروں کی نشانیاں بتائیں اس پر سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی خدا کی قسم وہ کنگرے ایسے ہی ہیں جیسے آپ ﷺ نے بیان فرمائے ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے تیسری ضرب لگائی تو تیسرا حصہ بھی ریزہ ریزہ ہو گیا اور فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن

کی کنجیاں مرحمت فرمائی گئیں بخدا صنعاء کے دروازوں کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔

(بخاری ونسائی، مدارج النبوت، صفحہ ۲۹۴، جلد ۲)

منافقین نے نہ مانا

نبی پاک ﷺ کے اس اعلان پر کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خزانے عطا فرمائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ صرف مانا بلکہ بعد میں ان فتوحات پر حضور ﷺ کے علم غیب کی تصدیق کی لیکن منافقین نہ مانے چنانچہ روح البیان، پارہ ۲۱ میں لکھا ہے۔

الاتعجبون من محمدیمنیکم ویعدکم الباطل ویخبرکم انه ینصر من یثرب قصورا کیسرة ومدائن کسریٰ وانها تفتح لکم و انتم تحفرون الخندق من الفرق لا تسطیعون ان تبرزوای تجاوزوالرحل وتخرجو الیٰ الصحرا وتذهبو الیٰ البراری ماهذاالا غرور ولما فرغ رسول الله من حضر الخندق علی المدینه۔

محمد رسول اللہ (ﷺ) کی عجیب باتیں تو دیکھو کہ وہ تمہیں دلاسے دے رہے ہیں اور خالی وعدے کر رہے ہیں اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ مدینہ کے محلات قیصر وکسریٰ تمہارے قبضہ میں آئیں گے اور اپنا یہ حال ہے کہ خندق کھود رہے ہیں اور تمہارا حال یہ ہے کہ ڈر کے مارے خندق سے باہر نہیں جا سکتے یہ صرف دھوکہ ہے۔ حضور ﷺ نے ان کی بات کی کوئی پرواہ نہ کی۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

لماخرج من بطنی فنظرت الیه اذاانا به ساجد ثم رایت حتی سحابة بیضاء قد اثبلت من السماء حتی غیثه نغیب عن وجهی۔ ثم تجلت فاذا انا به موزنی ثوب صوف ابیض وتحته حریرة خضرا وقد قبض علیٰ ثلاثة مفاتیح من اللوء الرطب و اذاقائل یقول قبض محمد علیٰ مفاتیح وبنصرة ومفاتیح النبوة ثم اقبلت سحابة اخریٰ حتی غشیثة فغیب عنی ثم تجلت فاذاانا قد قبض علیٰ حریرة خضرا مطویة واذا قابل یقول بخ نج قبض محمد علی الدنیا علی الدنیا کلهام لم یبق خلق من اهلها دخل فی قبضه هذا(مختصر)۔ رواه ابو نعیم

جب حضور ﷺ میرے شکم سے پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ سجدے میں پڑے ہیں پھر ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور ﷺ کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے پھر وہ پردہ ہٹا تو کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ﷺ ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمی بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور ﷺ کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں سب پر محمد ﷺ نے قبضہ فرمایا پھر اور ابر نے آکر حضور ﷺ کو ڈھانپا آپ ﷺ میری نگاہ سے چھپ گئے۔ پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور ﷺ کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے واہ واہ! ساری دنیا محمد ﷺ کی مٹھی میں آئی، زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ قدرت میں نہ آئی ہو۔ (الحمد للہ رب العلمین)

حافظ ابوزکریا یحییٰ بن عائذ اپنے مولد میں بروایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ رضوانِ خازنِ جنت علیہ السلام نے بعد ولادت حضور سید الکونین ﷺ کو اپنے پروں کے اندر لے کر گوشِ اقدس میں عرض کیا

معك مفاتيح النصر قدالبست الخوف والرعب لایسمع حد بذکرك الاجل فواده وخان قلبه وان لم یرك یا خلیفة الله۔

آپ ﷺ کے نصرت کی کنجیاں ہیں۔ رعب و دبدبہ کا جامہ حضور ﷺ کو پہنایا گیا ہے جو حضور ﷺ کا چرچا رہے گا اس کا دل ڈر جائے گا اور جگر کانپ اُٹھے گا اگرچہ حضور ﷺ کو نہ دیکھا ہو۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور مالک المفاتیح ﷺ فرماتے ہیں

بینما انا نائم اذ جی بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔

(مشکوٰۃ، صفحہ ۵۱۲)

میں خوابِ ناز میں تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

انتباہ

یہ روایت ان کتب احادیث میں ہیں جن پر منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ اپنے مذہب کا دارومدار سمجھتے ہیں مثلاً (صحیح

بخاری جلد۲، صفحہ ۱۰۳۸، ۱۰۸۰، دلائل النبوۃ ابونعیم صفحہ ۳۰، صحیح مسلم جلد۱، صفحہ ۲۲۴) نیز یہی روایت صحاح ستہ کی اور صحیح نسائی نے بھی اسے روایت کیا ہے اور کنز العمال صفحہ نمبر ۴۲ و ۱۲۹ جلد۲ میں بھی یہ روایت مذکور ہوئی۔

بہر حال حدیث شریف نہایت صحیح اور معتبر ہے لیکن جس کا اپنا ایمان ضعیف ہو اور نہ مانے اس کا علاج ہمارے پاس نہیں۔

(۴) حضرت اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کی صفت وثناء انجیل پاک میں مکتوب ہے۔

لافظ ولاغليظ ولاسخاب فى الاسواف واعطى المفاتيح۔ (حاکم وصححہ وابن سعد وابونعیم)

درشت خُو نہ بازاروں میں شور کرتے ہیں انہیں کنجیاں عطا ہوئی ہیں۔

فائدہ

انجیل شریف کے مضامین بھی ہمارے لئے حجت ہیں جب اس کی تائید ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرمادیں اس روایت کی تصدیق اور کیا چاہیے جب حضور ﷺ سے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمارہی ہیں۔

(۵) سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور مالک ومختار فرماتے ہیں۔

اعطيت مالم يعط اجد من الانبياء قبلى حضرت بالرعب واعطيت مفاتيح الارض۔

(احمد وابن ابی شیبہ)

مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا، رعب سے میری مدد فرمائی گئی (کہ مہینہ بھر کی راہ پر دشمن میرا نام پاک سن کر کانپے) اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئی۔ (امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کی تصحیح کی)

فائدہ

الارض اسم جنس ہے جو ساتوں طبقات کو شامل ہے۔ قرآن مجید میں بھی ہر جگہ آسمان کے صیغے جمع (السموات) سے استعمال ہوئے ہیں اور زمین کے لئے ''الارض'' کا لفظ ہے۔ اس پر تمام اہل اسلام متفق ہیں کہ اس سے ساتوں طبقات مراد ہیں یہاں بھی ایسے ہیں۔ اب معنی یہ ہوا کہ آپ ﷺ کو ساتوں زمینوں کی چابیاں عطا ہوئی۔

(۶) مسند احمد و صحیح ابن حبان و ضیاء مقدسی و صحیح مختار دلائل النبوۃ لابی نعیم بسند صحیح میں ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں

بمقا الدنیا علیٰ فرس ابلق جاء نی به جبریل علیه قطلفة سندس۔

دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں جبریل لے کر آئے اس پر نازک ریشم کا زین پوش بانقش و نگار پڑا ہوا تھا۔

امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی حضور ﷺ فرماتے ہیں

اعطیت مفاتیح کل شئی الاالخمس۔

مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں سوا ان پانچ کے یعنی غیوبِ خمسہ۔

علامہ حفنی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں

ثم اعطیت بها بعد ذلك

یعنی پھر یہ پانچ بھر عطا ہوئی ان کا علم بھی دیا گیا۔

اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی خصائصِ کبریٰ میں نقل فرمایا۔ علامہ مدابعی شرح فتح المبین امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں یہی حق ہے۔ (مزید تفصیل فقیر کے رسالہ ''برءالساعہ فی علم الساعہ'' میں پڑھیں)

بعینہٖ یہی مضمون احمد و ابو یعلی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۷) حضور ﷺ فرماتے ہیں

ینصب لی یوم القیمة منبر علی الصراط و ذکر الحدیث الیٰ ان قال ثم یاتی ملك فیقف علیٰ اول مرتاة من منبری فینادی معاشر المسلمین من عرفنی فقد و من لم یعرفنی فاناملك خازن النار ان الله امرنی ان ادفع مفاتیح جهنم الیٰ محمد و ان محمد امرنی ان ادفع الیٰ ابی بکر اشهد وهاه اشهد واثم یقف ملك اخر علیٰ ثانی مرقاة من منبری فینادی معاشر المسلمین من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی فانا رضوان خازن الجنان ان الله امرنی ان ارفع مفاتیح الجنة الیٰ محمد و ان محمد امرنی ان ادفع ها الیٰ ابی بکر هاة اشهدو ها ، اشهد الحدیث۔

روزِ قیامت صراط کے پاس ایک منبر بچھایا جائے گا پھر ایک فرشتہ آکر اس کے پہلے زینے پر کھڑا ہوگا اور ندا کرے گا ے

گروہِ مسلمانان! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں ملک داروغۂ دوزخ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد ﷺ کو دے دوں اور محمد ﷺ کو حکم ہے کہ ابوبکر کو سپرد کر دوں۔ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ، ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ پھر ایک اور فرشتہ دوسرے زینے پر کھڑا ہو کر پکارے گا اے گروہ مسلمین جس نے مجھے پہچانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا تو میں رضوان داروغۂ جنت ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد ﷺ کو دے دوں اور محمد ﷺ کا حکم ہے کہ ابوبکر کے سپرد کر دوں۔ ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ، ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ۔

(اوردہ العلام ابراہیم بن عبداللہ المدنی الشافعی فی الباب السابع من کتاب التحقیق فی فضل الصدیق من کتابۃ الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء)

(از ابن عبداللہ کتاب بہجۃ المجالس، الامن والعلی، صفحہ نمبر، ۵۶، ۵۷)

(۸) حافظ ابوسعید عبدالمالک بن عثمان کتاب شرف النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

اذا کان یوم القیمة جمع اللّٰہ الاولین و آخرین ویؤتی بمنبرین من نور فینصب احدھما عن یمین العرش ولآخرعن یسارہ ویعلو ھما شخصان فینادی الذی عن یمین العرش معاشر الخلائق من عرفنی فقد عرفنی ولم یعرفنی فانا رضوان خازن الجنة ان اللّٰہ امرنی ان اسلمھا الیٰ ابی بکر وعمر لید خلاً محیبھا الجنة الافاشھد و ثم ینادی الذی عن یسار العرش معاشر الخلائق من عرفنی فقد عرفنی ومن یعرفنی فاتامالك خازن النار ان اللّٰہ امرنی ان اسلم مفاتیح النار الیٰ محمد و محمد امرنی ان اسلمھا ابی بکر و عمر لیدخلامبغضیھما النار الافاشھدو۔

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا اور دو منبر نور کے لا کر عرش کے دائیں بائیں بچھائے جائیں گے ان پر دو شخص چڑھیں گے، دائیں والا پکارے گا اے جماعاتِ مخلوق! جس نے مجھے پہنچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان داروغۂ بہشت ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد ﷺ کو سپرد کر دوں اور محمد ﷺ نے حکم دیا ہے کہ ابوبکر وعمر کو دوں کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔ پھر بائیں والا پکارے گا اے جماعاتِ مخلوق! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغۂ دوزخ ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے کہ دوزخ کی محمد ﷺ کو سپرد کر دوں اور محمد ﷺ نے حکم دیا ہے کہ ابوبکر وعمر کو دوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔

(واوردہ ایضاً فی الباب السابع من کتاب الاحادیث الغرر فی فضل الشیخین ابی بکر و عمر من کتاب الاکتفاء) یہی معنی ہیں اس حدیث کو ابوبکر شافعی نے غیلانیات میں روایت کیا۔

ینادیٰ یوم القیمۃ این الصحاب محمد ﷺ فیوتی بالخلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم فیقول اللہ لہم ادخلو من شئتم الجنۃ ردعوا من شئتیم۔

روزِ قیامت ندا کی جائے گی کہاں ہیں اصحابِ محمد ﷺ۔ پس خلفاء رضی اللہ عنہم لائے جائیں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے چاہو چھوڑ دو۔

(ذکرہ العلامۃ الشہاب الخفاجی فی نسیم الریاض، شرح شفاء الامام القاضی عیاض فی فضل ما اطلع علیہ النبی ﷺ من الغیوب)

(الامن والعلی، صفحہ ۵۷)

(۹) امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ ''تجلی الیقین'' صفحہ نمبر ۴۲ میں لکھتے ہیں کہ

بعض روایات میں ہے کہ حق عزوجلالہٗ اپنے حبیب کریم ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے

یامحمدانت نور نوری و سرسری و کنوز ھدایتی و خزائن معرفتی و جعلت فداالملك ملکی من العرش الی تحت الارضین کلھم یطلبون رضائی و انا اطلب اضاك یامحمد (ﷺ)

اے محمد (ﷺ) تو میرے نور کا نور ہے اور میرے راز کا راز اور میری ہدایت کی کان اور میری معرفت کے خزانے میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب تجھ پر قربان کردیا، عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں اے محمد (ﷺ)۔

فائدہ یہ درودِ مستغاث میں بھی ہے لیکن قدیم مطبوعہ میں۔ ہاں اب فقیر نے اسے ترتیب دیا ہے اسے قدیم نسخوں سے لیا گیا ہے۔

فائدہ

اس روایت میں حسب عادت انکار کردیں گے لیکن ہم اُصولی لحاظ سے حق بجانب ہیں اس لئے کہ اُصول کا قاعدہ ہے کہ جس روایت کا مطلب قرآن وحدیث کے مطابق ہو وہ حدیث معناً صحیح ہوتی ہے اور قابلِ قبول ہوتی ہے بالخصوص فضائل ومناقب میں۔ مزید تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''شرح حدیث لولاک'' میں۔

(۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں

انا اول الناس خروجاً اذا بعثو و انا قائدھم اذا وفد و وانا خطیبھم اذا انصتوا مانا شفیعھم اذاحبسووانا مبشروھم اذایئسو الکرامۃ والمفاتیح یومنذبیدی ولو الحمدیومنذبیدی۔ (دارمی)

میں سب سے پہلے قبر سے باہر آؤں گا جب لوگ اُٹھائے جائیں گے اور میں ان کا پیشوا ہوں جب وہ حاضر بارگاہ ہوں گے اور میں ان کا خطیب ہوں جب وہ دم بخود ہونگے اور میں ان کا شفیع ہوں جب وہ محبوس ہونگے اور میں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ نا اُمید ہوں گے۔ عزت اور کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ ہوگا۔

(کذلک فی دلائل النبوۃ لابی نعیم، صفحہ ۲۸)

امام احمد رضا نے فرمایا الحمدللہ رب العلمین شکر اس کریم کا جس نے عزت دینا اس دن کے کاموں کا اختیار اس پیارے رؤف الرحیم ﷺ کے ہاتھ میں رکھا۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں فرماتے ہیں

دراں روز ظاہر گردد کہ وے ﷺ نائب ملک یوم الدین است روز روز اوست وحکم حکم بحکم رب العلمین۔

یعنی اس دن ظاہر ہوگا کہ آج کا دن حضرت محمد عربی ﷺ ہی کا دن ہے اور ان کا حکم رب العلمین کا حکم ہے۔

مدارج شریف میں فرمایا

"آمدہ آست کہ ایستادہ میکندہ اور پروردگار وے بیمین عرش و در روایتے بر عرش و در روایتے بر کرسی وے پیار وبوی۔"

کلید جنت

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کھڑا فرمائے گا عرش کی دائیں طرف۔ ایک روایت میں ہے کہ کرسی پر بٹھا کر آپ ﷺ کو جنت کی کنجی سپرد فرمائے گا۔

فائدہ

ان روایات سے ثابت ہوا کہ جو مالک الملک شہنشاہ قدیر جل جلالہٗ نے اپنے نائب اکبر خلیفہ اعظم ﷺ کو عطا فرمائی ہیں خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، آرام کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، ہر شے کی کنجیاں۔

لطیفہ

تقویۃ الایمان فصل ثانی اشراک فی العلم کے شروع میں لکھا ہے کہ جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے قفل اُسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے نہ کھولے۔ بھولا نادان لکھنے کو تو لکھ گیا مگر

؎ کیا خبر تھی انقلابِ آسماں ہو جائے گا ☆ دین نجدی پائمالِ سنیاں ہو جائے گا

غریب مسکین کیا جانتا تھا کہ وہ تو چند ورق بعد یہ کہنے کو ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

یہاں اسی کے قول سے تمام عالم پر محمد رسول اللہ ﷺ کا اختیار تام ثابت ہو جائے گا۔ بیچارے مسکین کے دھیان میں اس وقت یہی لوہے پیتل کی کنجیاں تھیں جو جامع مسجد کی سیڑھی پر بساطی پیسے پیسے بیچتے ہیں۔ اس کے خواب میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے رب جل وعلا نے اس بادشاہ جبار جلیل الاقتدار اعظم الاختیار ﷺ کو کیا کیا کنجیاں عطا فرمائی ہیں۔

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ اس کے بعد خزائن فی ید الحبیب ﷺ نقل فرما کر آخر میں لکھتے ہیں کہ ملاجی ذرا انصاف کی کنجی سے دیدۂ عقل کے کواڑ کھول کر یہ کنجیاں دیکھئے جو مالک الملک شہنشاہ قدیر جل جلالہٗ نے اپنے نائب اکبر، خلیفۂ اعظم ﷺ کو عطا فرمائی ہیں۔ آخر میں فرمایا دیکھ حجت الٰہی یوں قائم ہوتی ہے۔

انتباہ

فقیر اپنے امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی اتباع میں اپنے ہم زمان اور آنے والے منکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ کو دعوتِ غور وفکر پیش کرتا ہے کہ جس نبی کریم ﷺ کا آپ لوگ کلمہ پڑھتے ہو ان کے کمالات ومعجزات کے متعلق شرک کی آڑ میں بخل سے کام نہ لو ورنہ کل قیامت میں مار کھا کر پچھتاؤ گے۔

(۱۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

اعطیت خواتیم سورۃ البقرۃ و کان من کنور العرش و خصصت بھا دون الانبیاء الیٰ ان قال والیٰ المفاتیح الجنۃ۔ (الحدیث)

مجھے سورۂ بقرہ کی پچھلی آیات کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا ہوئیں اور یہ خاص میرا حصہ تھا اور سب انبیاء علیہم السلام سے جدا اور میرے اختیار میں ہونگی جنت کی کنجیاں۔ (رواہ ابو نعیم)

ایک اور روایت میں ہے

واعطیتك خواتم سورة البقرة من کنز تحت عرشی لم اعطها نبیا قبلك رجعلتك فی تعاو خاتما۔

اور میں نے تمہیں اس خزانے سے جو عرش کے نیچے ہے سورہ بقر کی آخری آیتیں دیں آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں اور میں نے تمام انبیاء سے اول اور آخر بنایا۔

قاسم رزق اللہ

صحیح بخاری شریف کی حدیث مشہور ہے۔

عن معاویة یقول قال رسول اللہ ﷺ المعطی وانا القاسم۔ (صحیح بخاری، جلد۱، صفحہ۴۳۹)

فرمایا کہ اللہ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں

انہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بالفاظ دیگر

انما انا قاسم واللہ یعطی (بخاری صفحہ۱۶، و مشکوٰۃ، صفحہ۱۶)

بھی مروی ہے۔امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یوں ہیں

اللہ یعطی وانا اقسم ۔ (طحاوی شریف، جلد۴، صفحہ۳۶)

اللہ تعالیٰ ہر شے عطا فرماتا ہے اور میں ہی ہر شے تقسیم فرماتا ہوں۔

انما انا قاسم اقسم بینکم۔ (طحاوی شریف، جلد۴، صفحہ۳۴)

بے شک میں قاسم ہوں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔

بخاری شریف کے دیگر الفاظ یوں ہیں

انما جعلت قاسما اقسم بینکم بعثت قاسم اقسم بینکم فانما انا قاسم

انما انا قاسم اضع حیث امرت۔

(صحیح بخاری، جلد۱، صفحہ۴۳۹)

نکتہ جملہ روایات الفاظ مختلفہ کا مآل ایک ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر شے یعنی جملہ عالمین (عرش تا تحت الثریٰ) کے ذرہ ذرہ کو حضور سرورِ عالم ﷺ کے مبارک ہاتھ سے رزق عطا ہوتا ہے۔اس قاعدہ عربی سے عموماً ثابت ہے کہ

جہاں فعل متعدی کا معمول (مفعول) مذکور نہ ہو وہاں اس متعلق کے جملہ افراد ہوتے ہیں۔ چنانچہ مرقات شرح مشکوٰۃ، جلد۴، صفحہ۵۹۸ میں ہے

ولا منع من الجمع کمایده علیه حذن المفعول لنذهب انفسهم کل لمذهب ویشر سبکل من ذلک المشرب۔

مختلف مطالب مرد لینے کے بجائے ان سب کا جامع معنی یہ ہے کہ ہر شے مراد ہو جیسا کہ مفعول کا محذوف ہونا دلالت کرتا ہے تا کہ ہر ایک اپنے گھاٹ پر جاسکے اور ہر ایک اپنے گھاٹ سے پانی پی سکے۔

اس کے بعد عوم کی وسعت کی تصریح یوں فرمائی کہ

الحاصل انی لست ابا القاسم بمجرو ان ولدی کان مسمی بقاسم بل لوحظ فی معنی القاسمیة باعتبار القسمة الا زلیه فی الامور الدینیة والدنییویة۔

خلاصہ یہ ہے کہ میں ابوالقاسم اس لئے نہیں کہ میرے صاجزادے کا نام قاسم ہے بلکہ میرے میں حقیقی قاسمیہ ملحوظ ہے کہ قسمت ازلیہ اُمور دینیہ ودنیویہ میرے لئے مختص ہے۔

لطیفہ

حضور سرورِ عالم ﷺ کے کمالات میں تنگ ظرف لوگوں نے کہا کہ حضور ﷺ قاسم اس لئے ہیں کہ آپ ﷺ علم تقسیم یا مالِ غنیمت تقسیم کرتے ہیں۔ دلیل یہ امام بخاری نے اسے باب العلم والمغازی میں بیان کیا ہے (ولاحول ولاقوۃ الا باللہ)

ان یتامیٰ فی العلم کو کون سمجھائے کہ حدیث کا قاعدہ ہے کہ احادیث ابواب کی محتاج نہیں بلکہ ابواب احادیث کے محتاج ہیں اسی لئے کہ ابواب محدثین کے ایجاد کردہ (بدعاتِ حسنہ) ہیں اور احادیث حضور سرورِ عالم ﷺ کے ارشاداتِ گرامی کا نام ہے انہیں ابواب کی محتاجی کیسی۔

علاوہ ازیں امام بخاری نے نہ صرف کتاب العلم والمغازی میں اس حدیث کا ذکر ہے بلکہ متعدد ابواب میں اس کا ذکر ہے۔ یہ صرف تنگی داماں از عشق مصطفیٰ ﷺ کا کرشمہ ہے ورنہ موج پہ آجائیں تو اپنے اکابرین کے لئے ''قاسم العلوم والخیرات'' لکھنے کو ایک دینی خدمت سمجھتے ہیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

بانی دارالعلوم دیو بند مولوی محمد قاسم نانوتوی کی تصانیف اور اس کے ذکر میں لکھتے ہیں قاسم العلوم والخیرات وغیرہ وغیرہ۔ اُویسی غفرلہٗ

لطیفہ

اگر کوئی خدا کا منکر یہی کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ صرف علم وغنیمت دیتا ہے تو کہو گے تو ثابت ہوا کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی عطائیں عموم ہے حضور ﷺ کی تقسیم بھی عموم ہے۔

خازن نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بخاری شریف میں ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں

قال رسول اللہ ﷺ انما انا قاسم و خازن و اللہ یعطی۔ (صحیح بخاری، جلد ۱، صفحہ ۴۳۹)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں قاسم وخازن ہوں اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

باب نمبر 3

اقوالِ اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ

(۱) علامہ علی قاری شرح شفاء میں فرماتے ہیں

اوتیت مفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی ای فی تصرفی وتصرف امتی۔

(شرح شفاء، جلد ۱، صفحہ ۲۱۸)

یعنی حضور ﷺ نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں پھر میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں یعنی میرے تصرف اور میری اُمت کے تصرف میں کر دی گئیں۔

(۲) حضرت شیخ محقق مدارج النبوۃ، صفحہ ۱۳۹، جلد ۱ میں فرماتے ہیں

داز اں جملہ آنست کہ دادہ شدہ آنحضرت را ﷺ مفاتیح خزائن و سپردہ شد بوی وظاہرش آنست کہ خزائن ملوک فارس وروم ہمہ بدست صحابہ افتاد و باطنش آنکہ مراد خزائن اجناس عالم است کہ رزق ہمہ در کف اقتدار اروے۔ سپر دوقوت تربیت ظاہر و باطن ہمہ بوے داد چنانکہ مفاتیح غیب در دست علم الٰہی ونمید اند آنرا مگر دے مفاتیح خزائن رزق وقسمت آں د بہ دست ایں سید کریم نہاوند۔

حضور ﷺ کے خصوصیات میں سے یہ ہے کہ آپ کو خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں ان کا ظاہر تو یہ ہے کہ روم وفارس کے سلاطین کے خزانے صحابہ کے قبضہ میں آئے اور باطن تو یہ ہی ہے کہ عالم کی جنسوں کے خزانے مراد ہیں کہ سب کا رزق آپ

ﷺ کے دست اقتدار میں دے دیا گیا اور ظاہر و باطن کی تربیت سب آپ ﷺ کو دے دی گئیں جیسے غیب کی کنجیاں علم الٰہی میں ہیں ان کو سوا کوئی نہیں جانتا رزق کے خزانوں کی کنجیاں اور ان کو تقسیم کرنا اس سید انبیاء کے قبضہ میں رکھا۔

(۳) یہی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

واما در خزائن معنوی مفاتیح آسمان و زمین و ملک و ملکوت ست تخصیص زمین ندارد۔ (اشعۃ للمعات، جلد۴، صفحہ ۶۰۵)

بہرحال خزائن معنوی میں آسمان و زمین اور ملک و ملکوت کی تمام چابیاں شامل ہیں تخصیص صرف زمین کی نہیں۔

(۴) اسی مدارج میں ہے

شارع را میرسد کہ تخصیص کند ہر کہ را خواہد بہر چہ خواہد۔ (مدارج، جلد ۱، صفحہ ۱۵۷)

شارع علیہ السلام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جس کو چاہیں خاص کر دیں۔

(۵) علامہ ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں

من نفعھم رای الاولیاء للخلق ان بر کتھم تغیث العباد ویدفع بھا لفساد و الالفسدت الارض۔

(فتاویٰ حدیثیہ، صفحہ ۲۲۱)

اولیاء کے مخلوق کو نفع پہنچانے سے یہ بھی ہے کہ ان کی برکت سے لوگوں پر بارش ہوتی ہے اور فساد دفع ہوتا ہے ورنہ زمین فاسد ہو جائے۔

فائدہ

یہ آپ ﷺ کے غلاموں کا حال ہے آقا کا حال خود سمجھئے۔

(۶) عارف باللہ علامہ احمد صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں

فمن زعم ان النبی کاحدالناس لایملک شیاً اصلا ولاینفع بہ لاظاھر ولاباطنا فھو کافر حاسد الدنیا و لآخرۃ۔

(از صاوی، جلد ۱، صفحہ ۱۵۸)

پس جس نے گمان کیا کہ نبی اور لوگوں کے برابر ہیں کسی چیز کے مالک نہیں نہ ان سے نفع پہنچتا ہے نہ ظاہر طور پر نہ باطن پر تو وہ کافر ہے اور اس کی دنیا و آخرت برباد ہے۔

(۷) حضرت شیخ شہاب الدین محدث خفاجی حدیث مفتاح نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

وھذایدل علی ان اللہ تعالیٰ اعطاہ ذلک حقیقۃ۔

(نسیم الریاض، جلد۱، صفحہ ۱۷۴)

اس میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حقیقتاً خزائن کی چابیاں بخشیں۔

(۸) یہی امام اسی حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں

وفی المواھب اللدنیا انھا خزائن اجناس العالم بقدر مایطلبون فان الا سم الالھی لا یعطیہ الا محمدا(ﷺ).........والقول بان المراد العنا صرومایتولدمنہ و انہ لم یقبل ذلک تعف۔

(نسیم الریاض، جلد۲، صفحہ ۲۰۹)

المواہب اللدنیہ میں ہے کہ اس سے اجناس عالم کے خزائن مراد ہیں اسی مقدار میں جوطلب کرتے ہیں اس لئے کہ اسم الٰہی یہ صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا کرتا ہےاور یہ مراد لینا کہ اس سے عناصر مراد ہیں یہ صحیح نہیں۔

(۹) امام قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ھو خزانۃ السرومر ضع نفوذالا مر فلا ینفد امر الا منہ ولا ینقل خیرا الاعنہ۔

یعنی نبی علیہ السلام خزانہ رازِ الٰہی اور جائے نفاذ امر ہیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور ﷺ کے دربار سےاور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور ﷺ کی سرکار سے۔

(۱۰) ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۹۷۳ھ ۹۷۴ھ ۹۷۵ھ) فرماتے ہیں

علیہ الصلوٰۃ و السلام خلیفۃ اللہ الذی جعل خزائن کرمہ وموائد نعمہ طو ع یدیہ و تحت ارادتہ یعطی منھما من یشاء ویمنع من یشاء۔

(الدرالمنظم، صفحہ ۴۲، طبع مصر)

بے شک نبی ﷺ اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اوراپنی نعمتوں کے خوان حضور ﷺ کے دست قدرت کے فرمانرواور حضور ﷺ کے زیرحکم وزیرارادہ واختیار کردیئے ہیں کہ جسے چاہیں عطافرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔

(۱۱) علامہ مولانا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے حدیث ربیعہ کی شرح میں ارقام کیا

یوخذ من اطلاقه علیه الصلوٰۃ والسلام الامر بالسوال ان اللہ تعالیٰ مکنه من اعطاء کل ما اراد من خصائصه وغیره ان اللہ تعالیٰ اقطعه ارض الجنة یعطی منها ماشاء لمن یشاء۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ، جلد ۱، صفحہ ۵۵۰)

یعنی حضور اقدس ﷺ سے مانگنے کا حکم مطلق دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ (پھر لکھا) امام ابن وغیرہ علماء نے حضور ﷺ کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کی جاگیر کردی ہے اس میں جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔

(۱۲) برکۃ اللہ فی الہند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

بالقوۃ تصرف وقدرت وسلطنت وے (ﷺ) زیادہ براں یعنی تصرف وسلطنت سلیمان علیہ السلام بود وملک وملکوت جن وانس وتمامہ عوالم بتقدیر وتصرف الٰہی عزوعلا ورحیطۂ قدرت وتصرف وے بود۔

(اشعۃ للمعات، جلد ۱، صفحہ ۴۳۲)

بالقوہ حضور ﷺ کی قدرت وسلطنت اور تصرف سلیمان علیہ السلام کے تصرف سے بڑھ کر تھا اس لئے کہ آپ ﷺ کا تصرف ملک وملکوت اور جن وانس اور جملہ عالم میں تھا بعطائے اللہ تعالیٰ۔

(۱۳) ابنِ قیم نے کہا کہ

ان کل خیر نالته امته فی الدنیا الاخرہ فاانماقالته علی یده (ﷺ)۔ (مطالع المسرات، صفحہ ۳۳)

دنیا اور آخرت کی ہر خیر حضور ﷺ کی اُمت کو حضور ﷺ کے ہاتھ سے پہنچ رہی ہے۔

ان کے علاوہ بے شمار حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں ماننے والے کے لئے ایک دو حوالے بھی کافی ہوتے ہیں منکر ضدی کے لئے دفتر بھی بیکار۔

باب نمبر4

اعتراضات کے جوابات کے قواعد

قاعدہ

منکرین کے سوال سے پہلے یہ یادرکھنا ضروری ہے کہ حضور ﷺ کا مختارِ کل ہونا یا آپ ﷺ کے قبضہ میں خزائن الٰہیہ کی چابیاں منجانب اللہ عطا ہونا آپ ﷺ کے قبضہ میں خزائن وفضائل کے ابواب سے ہے۔اس باب میں نصوص کے ارشادات واخبار احادیہاں تک کہ ضعفاء بلکہ بقول مولوی اسماعیل دہلوی حدیث موضوع مؤیدہ بحدیث دیگر بھی قابلِ قبول ہے۔(اُصولِ فقہ،صفحہ۳،مطبوعہ مجتبائی دہلوی)

اور وہ فقیر نے قرآنی آیات کی نصوص اور اخبار احادیث صحیحہ سے ثابت کر دیا ہے جن میں حضور نبی پاک ﷺ نے اپنے ارشاداتِ گرامی میں صاف تحریر فرمایا ہے

راعطیت روتیت

میں عطا کیا گیا ہوں یعنی خزائن کی کنجیاں۔

بلکہ صاف فرمایا

فوضعت فی یدی

میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں

بلکہ احادیث صحیحہ مذکورہ بالا میں قبضہ کا لفظ صریح ہے لیکن مخالفین حضور سرورِ عالم ﷺ کا صرف انکار کرتے تو بھی بڑی بات ہے کہ اُمتی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے نبی علیہ السلام کے کمالات کا انکار کرے۔

یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر

منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کا جتنا افسوس کیا جائے کم ہے اس لئے کہ ان کا ایک طرف تو دعویٰ ہے اُمت مصطفیٰ ﷺ لیکن دوسری طرف نہ صرف انکار ہی انکار بلکہ قائلین کمالات کو مشرک اور کافر کہتے نہیں تھکتے۔پھر ان سے یہود و نصاریٰ اچھے رہے کہ وہ اپنے اپنے انبیاء علیہم السلام کی تعریفوں سے نہ صرف خوش ہوتے ہیں بلکہ جعلی سندات گھڑ لینے کو باک نہیں سمجھے اور ان کا حال یہ ہے کہ صریح مضامین قرآنی تک کے انکار کو عافیت سمجھتے ہیں۔

دواھم سوال

(۱) الحمدللہ فقیر نے نہ صرف مسئلہ ہذا بلکہ اپنے دوسرے عقائد و مسائل کی طرح تصریحات پیش کئے۔ ہمارا منکرین سے سوال ہے کہ وہ اپنے دعویٰ میں ایک دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ ایسی پیش نہیں کر سکتے کہ جس میں اس بات کی تصریح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنی مملکت کے کُل اختیارات موافق اذان ومشیت خدا کے خزانوں کی کنجیاں نہ عطا کیں نہ عطا کرے گا۔

(۲) مخالفین مذکورہ بالا عقیدہ رکھنے پر شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ علم العقائد کا قانون ہے کہ فتوائے کفر وشرک کے لئے صریح نص چاہیے جیسے غلام احمد قادیانی کو کافر اس لئے کہا گیا کہ اس نے صریح نص (خاتم النبین) کے خلاف کیا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ مخالفین کے پاس ایک بھی صریح نص نہیں بلکہ محض گمان اگر مگر، چونکہ، چنانچہ ہے اور الحمدللہ ہم نے ابوابِ سابقہ میں صریح الفاظ تحریر کئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان

اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے یہی فیصلہ سنایا ہے کہ وہ محض گمان اور انکل پچو سے کام لیتے ہیں اس لئے ان کی کوئی بات قابلِ قبول نہیں۔ چنانچہ فرمایا:

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ (پارہ ۸، سورۃ الانعام، ایت ۱۴۸)

ترجمہ: تم فرماؤ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے کہ اسے ہمارے لئے نکالو تم تو نرے گمان کے پیچھے ہو اور تم یونہی تخمینے کرتے ہو۔

قاعدہ

اسلام کا مسلم قاعدہ ہے کہ جو دعویٰ صحیح الفاظ کے ساتھ ہو اس کے مقابلے میں محض گمان پچو تخمینہ اگر مگر چنانچہ، چونکہ ہو وہ کسی کام کی دلیل نہیں بلکہ گمراہی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، ایت ۲۳)

ترجمہ: وہ تو نرے گمان اور نفس کی خواہشوں کے پیچھے ہیں۔

فائدہ

تحریر شاہد ہے کہ جتنا مخالفین دلائل پیش کرتے ہیں ان میں صریح الفاظ نہیں ہوتے محض اپنے گمان اور خواہشات

نفسانی پر سوال بنا لیتے ہیں مثلاً ان کے آنے والے دلائل میں آئے گا کہ اگر حضور ﷺ کے پاس اللہ تعالیٰ کے کُل خزانوں کی چابیاں تھیں تو آپ ﷺ کے گھروں میں کئی ماہ تک فاقہ وغیرہ کیوں رہتا۔

صریح الفاظ اور گمان وتخمینہ کا مقابلہ

ہمارے دلائل قارئین کو ملاحظہ ہوں کہ آیا ان میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے اظہار میں ہم نے تصریحات پیش کی ہیں اور مخالفین کے دلائل دیکھیں گے ان میں محض گمان اور تخمینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ حق صریح کے مقابلہ میں گمان وتخمینہ بے کار ہے۔ چنانچہ فرمایا

وَ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، ایت ۲۸)

ترجمہ: اور انہیں اس کی کچھ خبر نہیں وہ تو نرے گمان کے پیچھے ہیں اور بیشک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا۔

قاعدہ

منکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ کے کمالات کی نفی میں مثلاً یہی کہ آپ ﷺ کو کوئی اختیار نہ تھا یا آپ ﷺ کے پاس خدا کے خزانوں کی کنجیوں کی نفی میں سید عالم ﷺ پر جتنی آیات و دیگر دلائل بیان کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ ان میں (۱) ذاتی کی نفی نہ عطائی کی (۲) قبل از عطا کی نفی (۳) اللہ تعالیٰ کے لئے ذاتی ملکیت کا ثبوت یہ بھی نفی عطا کو مستلزم نہیں یا (۴) تواضعاً حضور ﷺ نے اپنے سے نفی فرمائی (۵) خلافِ اذان وخلافِ مشیت وخلافِ ارادہ الٰہیہ کے اختیار کی نفی، ترک افضل پہ جو یہ فرمایا گیا کہ اس طرح نہ کرنا تھا لیکن اب چونکہ کر دیا لہٰذا یہی حکم برقرار رہے گا۔

اس میں بھی کوئی حکمت ہوگی جیسے اساریٰ بدر کے فدیہ پر فیصلہ رسول اللہ ﷺ کو ہی بالآخر برقرار رکھا وغیرہ وغیرہ۔

ان اجمالی اعتراضات کی تفصیل فقیر کی کتاب ''اختیار الکل المختار الکل'' میں ملاحظہ فرمائیے۔ یہاں سرسری طور پر چند سوالات لکھے جاتے ہیں اور ان کے جوابات بھی تاکہ قارئین غور فرمائیں کہ یہ اعتراضات کیسے اور کون اور کیوں کر رہا ہے۔

سوال

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، ایت ۵۹)

ترجمہ: اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے۔

جواب

اس کے مفصل جوابات فقیر کی کتاب ''غایہ الماموں فی علم الرسول'' میں ہیں ۔ یہاں اتنا کافی ہے کہ مخالفین کی عادت ہے کہ صرف اپنے مقصد کا جملہ پڑھ کر لکھ دیتے ہیں آگے پیچھے نہیں دیکھتے حالانکہ مضمون کا تعلق صرف ایک جملہ تک محدود نہیں ہوتا بلکہ اس کے سیاق وسباق اور مکمل آیات پڑھنے سے متعلق ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات ایک آیت مجمل ہوتی ہے تو اس کی تفصیل دوسرے مقام پہ ہوتی ہے یہاں اسی جملہ کے آگے یہ آیت مکمل یوں ہے۔

......وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، ایت ۵۹)

ترجمہ: ......اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

نتیجہ

آیت کے ابتدائی جملہ کے بعد کے مضمون نے واضح کر دیا کہ ہر ادنیٰ اعلیٰ چیز لوح محفوظ میں لکھی ہے اور لوح قلم نبی پاک ﷺ کے علومِ بحرِ بے کنار کا ایک قطرہ ہے۔ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

ے ومن علو مك علم اللوح والقلم

اور آپ کے علوم میں سے لوح وقلم ایک معمولی حصہ ہے

بلکہ ہر فقیر نے اپنی تصنیف ''لوح محفوظ'' میں ثابت کیا ہے کہ لوح محفوظ تو ہر وقت ہر آن حضور سرورِ عالم ﷺ کے غلاموں کے سامنے ایسے ہے جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی۔

انتباہ

انہی علومِ غیبیہ وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں کیوں لکھا دیا معاذ اللہ رب تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا اندیشہ تھا بلکہ اپنے خاص مقرب بندوں کو بتانے کے لئے جن کی نظر لوحِ محفوظ پر ہے۔

جواب ۲

یہ آیت مکیہ ہے مکہ معظمہ میں اسلام کے ابتدائی دور میں کفار ومشرکین کے غلط نظریات وعقائد کا طریقہ کچھ اس طرح تھا کہ وہ سب کچھ بتوں کے لئے عقیدہ رکھتے اور اگر کوئی بات غیبی مانتے تو اس کا ذریعہ حساب وعقل وغیرہ کو سمجھتے ، آیت کے

مابعد میں انہی کفار کی تردید ہو رہی ہے۔اس لئے ان کی تردید میں فرمایا کہ علم غیب حساب سے عقل سے حاصل نہیں ہوتا یہ تو رب کی خاص ملک ہے۔اس کے پاس ہے جسے وہ دے اسے ملے بتوں کے متعلق کا عقیدہ بھی غلط ہے اور عقل وحساب کا تصور بھی باطل اور یہ طریقہ خاص انہی مفاتیح الغیب کے متعلق ہے۔کفار کے ہر غلط سوال اور باطل عقیدہ کے متعلق یہی روش رہی کہ یا تو عموم طور نفی کر دی جاتی جس میں خود حضور ﷺ مراد نہیں ہوتے یا خود حضور ﷺ اپنا عجز ظاہر فرما کر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سپرد فرما دیتے۔یہاں صرف ایک آیت پر اکتفا کیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ (پارہ ۱۵، سورۃ الاسراء، ایت ۹۳ـ۹۰)

ترجمہ: اور بولے کہ ہم ہرگز تم پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ بہا دو۔یا تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو پھر تم اس کے اندر بہتی نہریں رواں کرو۔ یا تم ہم پر آسمان گرا دو جیسا تم نے کہا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا اللہ اور فرشتوں کو ضامن لے آؤ۔یا تمہارے لئے طلائی گھر ہو یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم پر ایک کتاب نہ اتارو جو ہم پڑھیں، تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا۔

یہ آیات مکیہ اور کفار کے سوالات کا جواب وہی جو عموماً مکی زندگی میں حضور ﷺ نے اہل مکہ کو دیا لیکن افسوس ہے کہ کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کے منکرین نے اس آیت کے متعلق بھی وہی کہا جو ان کی گندی عادت ہے۔لیکن اہل انصاف فرمائیں کہ آیات کا ایک ایک جملہ معجزہ ہے۔ایک بار نہیں بارہا حضور سرورِ عالم ﷺ نے مدنی زندگی میں واضح طور پر اہل اسلام کو دکھائے تو جیسے ان آیات کے متعلق کہنا پڑتا ہے کہ آپ ﷺ نے مکی زندگی میں کفار کے جواب میں جملہ اُمور کو اللہ تعالیٰ کی طرف سپرد فرما کر کفار کو اصل موضوع درسِ توحید کی طرف متوجہ فرمایا ایسے ہی آیت مذکورہ بالا میں ہے۔

مفاتیح الغیب

غیب کی کنجیوں سے بقول مخالفین اور بعض مفسرین مراد وہ پانچ علوم ہیں جو سورۃ لقمان کے آخر میں مذکور ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ (پارہ ۲۱، سورۃ لقمان، آیت ۳۴)

ترجمہ: بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم۔

چونکہ وہ پانچ لاکھوں غیبوں کے کھل جانے کا ذریعہ ہیں اس لئے انہیں غیب کی کنجیاں فرمایا گیا اور یہ بھی ہمارے مدعا کے مخالف نہیں کیونکہ حضور سرورِ عالم ﷺ ان علومِ خمس سے بھی نوازے گئے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''طلوع الشمس فی علوم الخمس'' میں۔

سوال

حضور ﷺ کے لئے کنجیوں کی عطا کا ثبوت توراۃ انجیل کے حوالوں سے ہے اور ہمیں توراۃ وانجیل سے کیا غرض؟

جواب نمبر ۱

سچ ہے

''بہانہ خور عذر ہا بسیار''

بہانے خورو کے سامنے ہزاروں عذر ہوتے ہیں۔

ناظرین غور فرمائیں کہ فقیر کے بیان کردہ حوالہ جات میں تو توراۃ وانجیل کے صرف دو حوالے ہیں ان کے علاوہ درجنوں حوالہ جات بخاری، مسلم، نسائی، ابونعیم وغیرہ وغیرہ مخالفین کو کیوں نظر نہ آئے۔ اگر واقعی انہیں دین کا درد ہے تو صرف وہ دو حوالے نہ مانیں باقی حوالہ جات کی روشنی میں اقرار کریں۔

جواب نمبر ۲

تورات وانجیل سے سید عالم ﷺ کا بالواسطہ یا بلاواسطہ نقل کرنا جرم نہیں یہی علماء وسلفِ صالحین کا دستور رہا ہے مثلاً امام سیوطی، امام بیہقی وامام ابونعیم وامام حاکم وامام ابن سعد اور اعطی المفاتیح کو توراۃ وانجیل سے بالواسطہ یا بلاواسطہ راویان ناقلین یہاں تک کہ حضرت کعب حضرت اُم الدرداء حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین ودیگر صحابہ کرام وتابعین عظام وائمہ مجتہدین اور علمائے دین از خیر القرون تا حین سب نقل کرتے آئے اور نقل کر رہے ہیں۔

جواب ۳

قرآن شریف شاہد ہے کہ تورات وانجیل میں مدح سید عالم ﷺ موجود ہے مثلاً:

يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، ایت ۱۵۷)

ترجمہ: جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔

اور ان پر ایمان لانا مطلوب ہے۔ مثلاً قال اللہ تعالیٰ:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، ایت ۴)

ترجمہ: اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا۔

نیز مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۲، صحیح بخاری، جلد ۱، صفحہ ۲۸۵ وجلد ۲، صفحہ ۲۱۷ میں تورات سے حضور ﷺ کی مدح منقول ہے۔ عبداللہ بن عمرو صحابی (جو قرآن شریف اور تورات کی تلاوت کرتے تھے اور تورات سے حضور ﷺ کی مدح لوگوں کو بتاتے تھے) نے خواب دیکھا میرے ایک ہاتھ میں شہد اور دوسرے ہاتھ میں مکھن ہے۔ حضور ﷺ نے اس خواب کی درج ذیل تعبیر بیان فرما کر تورات کی تلاوت اور اس سے اپنی مدح نقل کرنے کی ترغیب دی کہ وہ شہد اور مکھن قرآن وتورات کی تلاوت ہے۔ (عمدۃ القاری)

سوال

خزانوں کے مالک کیسے ہیں جبکہ آپ ﷺ فاقہ میں مبتلا رہتے، کئی دنوں تک گھر پر کھانا نہ پکتا، بھوک مٹانے کے لئے بارہا پیٹ پر پتھر باندھنے پڑے وغیرہ وغیرہ؟

جواب

نبی پاک ﷺ کے کمالات کے منکرین کی نگاہ صرف آپ ﷺ کی بشریت پر رہتی ہے اور وہ بھی اپنی بشریت پر قیاس کر کے حالانکہ یہ ماننا ضروری ہے کہ آپ ﷺ کی بشریت تعلیم لامۃ کے لئے ہے ہم بشریت میں مجبور، کمزور اور ضعیف ہیں آپ ﷺ نے ہماری تعلیم کے لئے بشریت کی کمزوری دور کر کے ملکوتیوں سے سبقت لے جانے کا درس دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ میں نوری طاقت کے باوجود بشریت کا طریقہ فرمایا مثلاً آپ ﷺ میں یکصد بہشتیوں کی طاقت کے باوجود آخر عمر مبارک میں پیشاب مبارک کے لئے چارپائی کے نزدیک پیالہ رکھنے کا حکم فرمایا اور اس میں پیشاب مبارک کا بھی جسے بی

بی اُم برکہ کو پینا نصیب ہوا تو آپ ﷺ نے انہیں بہشت کی نوید سنائی (اس حدیث کی صحت اور مزید تحقیق فقیر کی تصنیف ''فضلات رسول'' میں پڑھیے یہ رسالہ فیض عالم میں شائع ہوا ہے) مدت العمر پیٹ کی بیماری میں مبتلا نہیں ہونگی۔ یہ بوڑھوں کی تعلیم کے لئے تھا ایسے ہی نماز پڑھنے تشریف لے جاتے اور بحالت بیماری دو صحابیوں (حضرت عباس وحضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کا سہارا لیا) تا کہ بیماروں (بلکہ تندرستوں) کو نماز کی اہمیت اور تعلیم نصیب ہو اس طرح کے بے شمار نظائر فقیر کی تصنیف (البشریہ التعلیم لامۃ) میں ہیں (یہ رسالہ فیض عالم میں قسط وار شائع ہو چکا ہے) آپ ﷺ کا فقر و فاقہ محتاجی اور مجبوری سے نہ تھا بلکہ الفقر وفخری کے پیش نظر تھا ورنہ خود فرمایا

لو شت لسارت معی الجبال ذھبا۔ (مشکوٰۃ)

اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلتے نظر آئیں

اور آپ ﷺ نے ہزاروں بھوکوں کو ایک نگاہِ کرم سے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا بلکہ بہتوں پر نگاہِ نبوت سے سرے سے بھوک کا اشتہا (خواہش) مٹا دیا بلکہ یوسف علیہ السلام کے لئے تو مخالفین مانتے ہیں کہ ان کے دیدار سے بھوکوں کی بھوک ختم ہو جاتی تھی۔ حالانکہ یہ ہی کیفیت حضور ﷺ میں بطریق اتم واکمل تھی کہ نہ صرف بھوک بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صحاح ستہ میں شواہد موجود ہیں کہ آپ ﷺ کے دیدار سے بھوک بھی اور ہزاروں دکھ درد ٹل جاتے۔

تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''البشریہ التعلیم الامۃ'' میں۔

سوال

اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی کنجیاں ایک خچر کا بوجھ (جیسا کہ تم نے ابو نعیم کی روایت نقل کی ہے) اور قارون کے خزانے کی چابیاں چالیس اونٹوں کا بوجھ تھا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک بندے کی اتنی بڑی چابیاں اور اللہ مالک کی بہت کم۔

جواب ۱

معترض نے عقل کے چکر میں اللہ تعالیٰ کی چابیاں بھی اسی لوہے پیتل کی سمجھ لیں جیسا کہ معترضین کی عادت ہے حالانکہ وہ عالم ملکوت کی کنجیاں تھیں جنہیں خدا جانے اور اس کا پیارا رسول ﷺ۔

جواب ۲

اور خچر بھی یہی سمجھ رکھا جو ہمارے ہاں بوجھ اُٹھاتے، ماریں کھاتے پھر رہے ہیں۔ یہ نہ سمجھا کہ لانے والا وہی

جبرئیل علیہ السلام ہے جو شب معراج براق لے آئے اور یہ بھی اسی براق کی جنس کا خچر تھا تو جس طرح اس براق کی پرواز کا بیان احادیث میں پڑھا جہاں عقل چکرا جاتی ہے تو چابیوں کا تصور اسی پر سمجھ لو تو مسئلہ سمجھ آجائے گا۔ اگر ضد برائے ضد ہے تو پھر تا قیامت سمجھ نہیں آئے گا۔

آخری فیصلہ

فقیر نے قرآن واحادیث اور اقوالِ اسلاف سے حضور سرورِ عالم ﷺ کے لئے مندرجہ ذیل اُمور کی کنجیاں و خزانوں کی صراحت پیش کی ہے مثلاً (۱) مفاتیح (چابیاں) (۲) ملک فارس (۳) ملک شام (۴) ملک یمن کی چابیاں (۵) نصرت (۶) نبوت کی کنجیاں (۷) دنیا قبضے میں (۸) مفاتیح خزائن الارض (زمینوں کے خزانوں کی کنجیاں) (۹) مفاتیح کل شئی (تمام اشیاء کی کنجیاں) (۱۰) مفاتیح نار (جہنم کی چابیاں) (۱۱) مفاتیح الجنت (بہشت کی کنجیاں) (۱۲) ہدایت کے کنوز (خزانے) (۱۳) معرفت کے خزانے (۱۴) عرش تا تحت الثریٰ (نبی پاک ﷺ پر نچھاور کردیا گیا) (۱۵) میدان حشر میں مفاتیح آپ ﷺ کے ہاتھ میں (۱۶) نفع کی کنجیاں (۱۷) کنوز العرش یعنی عرش کے خزانے (۱۸) خزانوں کی کنجیاں (۱۹) خزائن رزق کی کنجیاں (۲۰) خزائن معنوی آسمان وزمین (۲۱) ملک وملکوت کی چابیاں (۲۲) خزائن کرم ونعم (۲۳) مفاتیح الغیب وغیرہ وغیرہ۔ الحمدللہ ان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی کنجیاں رسول اللہ ﷺ کو عطا ہوئیں کیونکہ دینے والا خدا عزوجل اور لینے والے مصطفیٰ ﷺ اس کا معاملہ وہی جانتا ہے جسے یہ عقیدہ نصیب ہے۔

محبوب ومحب میں نہیں میرا تیرا

منکرین کم از کم ایک روایت کہیں سے نکال لائیں جس میں صاف لکھا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو کسی قسم کی کوئی چابی نہیں دی لیکن ہو تو لائیں تو پھر فقیر کی مانیں کہ منافقین کے انکار کی وراثت سے بچو ورنہ ان کی طرح الدرك الاسفل من النار نصیب ہوگا۔

وماعلینا الاالبلاغ

ھذا آخر ماسطرہ

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان ۱۷ شعبان، ۱۴۱۴ھ شب اتوار